اسلوبیاتی مطالعہ کی جہتیں اور رشید احمد صدیقی کی تحریریں

پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین

اسلوبیات جدید لسانیات کی ایک اہم شاخ ہے۔عام طور پر اسلوب اور اسلوبیات میں زیادہ فرق نہیں سمجھا جاتا مگر ان میں علمی اور فنی اعتبار سے کافی فرق ہے۔اسی لیے اردو ادب میں طرزِ نگارش اور انشا پردازی جیسی اصطلاحات کے ساتھ اسلوب کی اصطلاح بھی رائج ہے، جس سے بات کہنے کا انداز یا طرزِ تحریر مراد ہے۔ان دونوں اصطلاحات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلوب ادبی اظہار کا لازمی اور ناگزیر حصہ ہے۔اور اسلوبیات اُس ادبی اظہار کے تجزیے کا نام ہے۔ یہ تجزیہ ایک لسانی عمل ہے جو یہ بتاتا ہے کہ تحریر کی نوعیت کیا ہے؟ اور اس کی خصوصیات کیا ہیں؟۔۔۔تحریر کے تجزیے کا یہ لسانی عمل سائنٹیفک بنیادوں پر کیا جائے تو اسے اسلوبیات کا نام دیا جاتا ہے۔

مافی الضمیر کی ادائیگی یا کسی خیال، کسی جذبے یا کسی تجربے کی پیشکش کا

کوئی ایک مقررہ انداز نہیں، اظہارِ بیان کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں،اسی لیے ہر مصنف الگ الگ طریقے یا پیرائے کا انتخاب کرتا ہے۔اس انتخاب کی وجہ مصنف کی اپنی ذاتی پسند ہوسکتی ہے یا موضوع،مخاطب یا مقصد کے تحت کسی خاص پیرایۂ اظہار کا انتخاب کیا گیا ہو(موضوع،مخاطب یا مقصد،اسالیبِ بیان میں تبدیلی کے یہ بنیادی عناصر ہیں)۔۔۔۔اسلوبیات کا کام یہ پتہ لگانا ہے کہ ادبی اظہار کے جتنے لسانی امکانات موجود تھے اُن میں سے کسی ایک کا انتخاب کس بنیاد پر کیا گیا؟؟۔۔ اسلوبیات کا یہ بھی کام ہے کہ وہ پتہ لگائے کہ اس ادبی اظہار کی لسانی خصوصیات کیا ہیں؟۔۔۔۔یہی وہ زاویے یا محور ہیں جن پر لسانی اسلوبیات کی بنیاد کھڑی کی جاتی ہے۔

اُسلوبیاتی مطالعہ اپنے طرزِ عمل کے اعتبار سے بہت وسیع ہے اور دشوار گذار بھی کیونکہ یہ علم زبان کے فنکارانہ استعمال اور بیان کی نیرنگیوں کو دیکھنے کا علم ہے۔زبان کے فنکارانہ استعمال کا مطلب ہے لفظوں کا ایسا استعمال جس میں آوازوں کا تاثر اور اس تاثر کے ذریعے احساسِ جمال کے ساتھ معنی ومفہوم کے نئے زاویوں کو اجاگر کیا جائے۔ بیان یا اظہار کا مفہوم یہ ہے کہ صنعت وتراکیب کے ذریعے معنی میں وسعت وگہرائی پیدا کس طرح پیدا کی گئی ہے۔لیکن اسلوبیات تفسیر وتعبیر میں بہت ہی افراط وتفریط ہے اس لیے چند ماہرین کے آرا ملاحظہ فرمائیں:

پروفیسر نصیر احمد خان کے مطابق:

> ’’جہاں تک اسلوبیات یا اسلوبیاتی تنقید اور مطالعے کا تعلق ہے، وہ ایک معروضی مطالعہ پیش کرتی ہے۔اس میں لسانیاتی اصولوں اور جمالیاتی قدروں کی آمیزش ہوتی ہے جس کے ذریعے کسی تخلیق کی لسانی اور

جمالیاتی خصوصیات کا بیک وقت جائزہ لیا جاتا ہے۔"(۱)

اسلوب کی ساخت کے حوالے سے بھی کئی مباحث ہیں اس کو آسانی سے سمجھنے کے لیے پروفیسر نصیر احمد خان کا یہ اقتباس بھی دیکھیں:

''تخلیقی زبان کے تجزیے کے وقت اسلوبیات ان علامتوں اور اشاروں کو بھی دیکھتی ہے جو تہذیبی پس منظر، اخلاقی اور معاشرتی اقدار اور عصری حسیت کا نتیجہ ہوتے ہیں، اسے زبان کی داخلی ساخت کا معروضی مطالعہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کسی فن پارے کی جمالیاتی تحسین اسی وقت ممکن ہے جب ہم زبان و ادب کے وسیلے سے تخلیق کے درون تک پہنچنے کی کوشش کریں۔''(۲)

اور وزیر آغا کہتے ہیں کہ:

''جس طرح پھول کی پہچان اس کی خوشبو سے ہے اسی طرح فن کار کی پہچان اس کا اُسلوب ہے، جس میں اس کی ساری ذات سمائی ہوتی ہے۔ یہ ذات محض ایک خاص لہجے یا آواز کا نام نہیں ہے بلکہ اس زاویۂ نگاہ کا نام بھی ہے جو تخلیق کار کے اندر برپا ہونے والے طوفانوں کی زائیدہ ہے۔ خود ادبی تخلیق بھی اندر اور باہر کی دُنیاؤں سے مرتّب ہونے والی ایک گرہ ہے اور ہر گرہ دوسری گرہ سے مختلف ہوتی ہے، اسی لیے ہر زندہ رہنے والے ادیب کا ایک نیا اُسلوب ہوتا ہے۔''(۳)

مرزا خلیل احمد بیگ کے مطابق:

"اسلوبیات دراصل ادب کے لسانیاتی مطالعے کا نام ہے جس میں ادبی فن پارے کا مطالعہ و تجزیہ لسانیات کی روشنی میں اس کی مختلف سطحوں پر

کیا جاتا ہے اور ہر سطح پر فن پارے کے اسلوب کے خصائص (Features-Style) کا پتا لگایا جاتا ہے، لہٰذا اسلوبیات صحیح معنی میں مطالعۂ اسلوب ہے۔ چوں کہ اس مطالعے کی بنیاد لسانیات پر قائم ہے اس لیے اسے، لسانیاتی مطالعہ ادب بھی کہتے ہیں۔ اسلوبیات کا براہِ راست تعلق لسانیات سے ہے جو زبان کے سائنسی مطالعے کا نام ہے۔ کسی ادیب کے اسلوب یا کسی ادبی فن پارے کے اسلوبیاتی مطالعے میں لسانیات سے بہت مدد لی جاتی ہے۔"(۴)

ان اقتباسات سے اسلوبیات کی بہت واضح صراحت ہوجاتی ہے۔ اسلوبیات دراصل حرف کی تشکیل یعنی آوازوں کا تاثر اور جملوں کی ساخت سے ایک خاص طرح کا آہنگ سامنے آتا ہے۔ اسی آہنگ یا اسلوب یا طرز نگارش کو سمجھنے کے لیے اسلوبیاتی مطالعہ بہت اہم ہے۔ میر کے کلام میں آوازوں کے تاثر کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر سیّد عبداللہ نے میر کی شاعری کے اسلوبیاتی تاثر کو پیش نظر ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"میرؔ کی شاعری کا درجۂ حرارت اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں دیر تک ٹھہرنا ممکن نہیں۔۔۔۔۔!!"

اور بقول فریحہ بخاری:

"آج صوتیاتی طور پر اس کو اس طرح سے بیان کیا جا سکتا ہے کہ میرؔ کے ہاں سَکاری اصوات (موسیقی کی اصطلاح میں سب سے نیچے ساز یا سُر کو کہا جاتا ہے یعنی ایسی آواز جس کا سُر بہت اونچا نہ ہو) بالخصوص]s[، ش]?[،ز]z[جو سانپ کی سرسراہٹ سے مشابہ ہیں اور

پُراسراریت کے ساتھ ساتھ سوز بھی پیدا کرتی ہیں، اِس کثرت سے برتی گئی ہیں کہ سکاری صفیری س [s] کے ساتھ حنکی ش [?] (تالو سے نکلنے والی آواز) کا ملاپ میؔر کے ہاں اس اثر کو شدید تر کر دیتا ہے:

دل کے تئیں آتشِ ہجراں سے بچایا نہ گیا
گھر جلا سامنے پر ہم سے بجھایا نہ گیا
شہرِ دل آہ عجب جائے تھی پر اس کے گئے
ایسا اجڑا کہ کسی طرح بسایا نہ گیا
زیرِ شمشیرِ ستم میؔر تڑپنا کیسا
سر بھی تسلیمِ محبت میں ہلایا نہ گیا

میؔر کے سوز و گداز کی اس کیفیت کی سائنسی توجیہ صرف اُسلوبیات ہی دے سکتی ہے!!!"(۵)

ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ ادب کا مطالعہ کئی جہات سے کرنے کی ضرورت ہے۔ خالص تحقیق وتنقید کے زاویے سے بھی اور خالص جمالیاتی نقطۂ نظر بھی تاکہ ادب کو افادیت کے ساتھ ساتھ جمالیاتی سطح پر بھی جانچا اور پرکھا جا سکے۔ اسلوبیات کے تحت زبان میں صوتی نظام یا لفظوں کی نشست و برخواست کو سمجھنے کے لیے کنہیالال کپور کے چند جملے دیکھیں اس کے بعد اسلوبیات پر گفتگو ہوگی:

- ''آنکھیں: وہ جو اگر آ جائیں تو زحمت، چلی جائیں تو مصیبت، لڑ جائیں تو آفت اور لڑائی جائیں تو قیامت ہوتی ہیں۔''
- ''محبت پچاس فیصد حماقت ہے اور پچاس فیصد تضیعِ اوقات۔ محبت کے تین روپ ہیں۔ حماقت، شدید حماقت اور عشق۔"(٦)

اس اقتباس میں زبان کا استعمال کسی اور نہج پر ہوا ہے، محاوروں اور لفظوں کے الٹ پھیر سے مزاح کا پہلو اجاگر کرتے ہوئے معنوی وسعت پیدا کی گئی ہے۔ اس لیے یہاں آوازوں کے تاثر سے زیادہ جملے کی ساخت پر بات کی جائے گی۔ اس طرح اور بھی کئی مثالوں سے اسلوبیاتی مطالعے کی جہتوں کو سمجھا جاسکتا ہے۔

غور کریں...... اکیسویں صدی جسے ترقیات کی صدی کہتے ہیں۔ اس صدی میں جہاں دیگر علوم وفنون وجود میں آرہے ہیں وہیں لسانیات اور اسلوبیات میں بھی نئی جہات اور زاویے سامنے آرہے ہیں۔ یہ صدی ٹکنالوجی اور کمپیوٹر کی صدی ہے۔ اس کے اثرات ہمارے ادبی علوم پر بھی پڑے ہیں۔ لہٰذا Computational Linguistics کیمپیوٹی اسلوبیات کے نام سے اسلوبیات کا ایک ذیلی شعبہ بھی وجود میں آچکا ہے، جس میں سوفٹ ویئر کی مدد سے آوازوں کا تناسب، اس کی نشست و برخواست سے پیدا ہونیوالے تاثرات کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ کس مصنف یا ادیب کے یہاں کس طرح کے الفاظ کا استعمال زیادہ ہوا ہے، یا کس مصنف کے پسندیدہ الفاظ یا آوازیں کون سی ہیں۔ کمپیوٹر کی مدد سے آوازوں یا اصوات کا شمار آسانی سے کیا جاسکتا ہے اسی لیے اسلوبیاتی مطالعے میں اس کی مدد لی جارہی ہے اور اس کو Computational Linguistics کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس نوع کے مطالعے کی ایک خاص بات یہ ہے کہ کمپیوٹر میں یہ تمام اعداد وشمار مختلف انداز سے محفوظ کیے جاسکتے ہیں اس طرح مطالعے کے لیے ایک کارپس تیار ہوجاتا ہے۔ حالانکہ اس طرز مطالعہ کو ابھی وہ مقبولیت نہیں مل سکی ہے تاہم یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ لسانیاتی مطالعے میں آوازوں کی درجہ بندی سے تاثرات کا پتہ لگایا جاتا ہے اور یہ عمل اس طرز مطالعہ میں زیادہ معاون

ہے کیونکہ کمپیوٹر کی مدد سے کئی طرح کی درجہ بندیاں منٹوں میں کی جاسکتی ہیں۔

اسلوبیاتی مطالعے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ماہرین اسلوبیات کے مطابق اسلوبیاتی مطالعے کو دو حصوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔لسانی اسلوبیات (Linguistic Stylistics) اور ادبی اسلوبیات (Literary Stylistic)۔لسانی اسلوبیات میں لفظ،لفظوں کی ساخت اور جملے کی تشکیل،فعل، اسم، امدادی افعال، صفات، ضمائر،فقرے، اضافت اور آوازوں کے تاثر وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ادبی اسلوبیات میں تحریر یا طرز نگارش کو بیان و بدیع کی سطح پر تشبیہ و استعارہ، علامت تمثیل،تجنیس،قول محال، مبالغہ، پیکر تراشی وغیرہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔کسی بھی تحریر کو ان دو بڑے حصوں میں تقسیم کر کے تجزیاتی مطالعہ ممکن ہے۔لیکن کسی اسلوب کی تمام تر خصوصیات اور امتیازات اسی وقت پورے طور پر نمایاں ہو کر سامنے آسکتے ہیں جب دونوں سطحوں پر ایک ساتھ مطالعہ کیا جائے۔

اس مضمون میں انھیں حوالوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے رشید احمد صدیقی کے اسلوب پر بات ہوگی۔ بالخصوص ان کی طنزیہ ومزاحیہ تحریروں کا اسلوبیاتی جائزہ کیونکہ زبان و بیان کا جتنا خوبصورت استعمال طنز و مزاح میں ہوسکتا ہے وہ کسی اور نثری صنف میں مشکل ہے۔"مضامین رشید" جو رشید احمد صدیقی کی شاہکار تخلیق ہے اسی کو بنیاد بنا کر کچھ عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔

''مضامین رشید'' میں موضوعات کا تنوع بھی ہے، اور اسلوب کی رنگارنگی بھی۔اس میں سماجی، سیاسی، تہذیبی، ادبی، تعلیمی اور اخلاقی مسائل کو بڑے دلچسپ انداز میں بھرپور معنویت کے ساتھ پیش طنز و مزاح کے پیرائے میں پیش کیا گیا ہے اور رشید صاحب اس توازن سے پیش کرتے ہیں کہ وہ باہم شیر و شکر ہو جاتے

ہیں۔رشید احمد صدیقی نے اسلوب کے تشکیل میں اظہارِ بیان کے لئے جس پیرایۂ اظہار کواپنایا ہےاس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔انھوں نے اظہارِخیال کے لئے جوانداز اپنایا گیا ہے وہ گفتگو کاانداز ہے،خود رشید صاحب لکھتے ہیں کہ:

"مجھے مضمون نگاری کے مقررہ آداب وتسلیمات بھی نہیں آتے تھے۔ میں قارئین کو اپنا اچھا اور بے تکلف دوست سمجھ کر گفتگو کرنا شروع کرتا تھا۔اچھا اور بے تکلف دوست ہی نہیں بلکہ اچھا اور بے تکلف خاندان بھی جس میں جوان، بوڑھے بیمار، تندرست مغموم،مسرور سبھی ہوتے ہیں۔میں اپنے آپ کواس حلقے میں ایک اچھے رفیق کی حیثیت سے پیش کرتا تھا۔اچھی گفتگو پروگرام کے ماتحت نہیں ہوا کرتی۔گفتگو کرنا ایک سفر کے مانند ہےجس میں مختلف مناظر،مختلف اشخاص اورمختلف حالات وحوادث سے سابقہ ہوتا ہے۔" (۷)

اسی لیے رشید صاحب کی گفتگو یعنی اسلوبُ پُرمغز، دلچسپ اور معلومات سے بھرپور ہوتی ہے۔ان کی گفتگو میں خیالات کا ایک لامتناہی سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ شعور کی رو میں بہتے ہوئے خیالات واحساسات کی دنیا کی چھوٹی بڑی تمام چیزوں کو بھی اپنے احاطۂ گفتگو میں لے آتے ہیں وہ بات سے بات ضرور نکالتے ہیں۔لیکن اس بات میں بڑے پتے کی باتیں ہوتی ہیں۔

’’مضامین رشید‘‘چونکہ طنزیہ ومزاحیہ اسلوب کا نمائندہ ہے رشید صاحب نے اپنی تحریروں میں طنز ومزاح کو برتتے ہوئے اسلوبی سطح پر بہت سی جدتیں پیدا کی ہیں۔رشید صاحب کی تحریروں میں تنوع اور نیرنگی مختلف صنعتوں کے استعمال سے آتی ہےان صنعتوں کے ذریعہ جہاں وہ طنز ومزاح کے نادرنمونے پیش کرتے ہیں۔زبان

و بیان کی سطح پر اپنی مہارت اور فنکاری کا ثبوت بھی دیتے ہیں ان کی تحریروں میں مختلف صنعتوں کا استعمال ہوا ہے کچھ مثالیں ملاحظہ ہوں۔

قول محال: رشید صاحب نے اپنی تحریروں میں قول محال (Paradox) کا خوبصورت اور برمحل استعمال کیا ہے۔قول محال دراصل ایسی صنعت ہے جس کے ذریعہ دو یا دو سے زیادہ متناقص اشیاء کا ایک مشترکہ بیان ہوتا ہے جو بظاہر محال ہو مگر اسے اس طرح بیان کیا جائے کہ مماثلت پیدا ہو جائے۔ یہ صناعی رشید صاحب کے اسلوب کا ایک اہم حصہ ہے۔وہ کبھی چھوٹے فقرے، چھوٹے جملے اور کبھی طویل جملے میں لفظیات کے ذریعہ، کبھی واقعات کے ذریعہ اور کبھی امیجری کے ذریعہ اس صنعت کو اپنی تحریروں میں پیش کرتے ہیں۔''مضامین رشید'' سے چند مثالیں دیکھیں:

- "چارپائی اور مذہب ہم ہندوستانیوں کا اوڑھنا اور بچھونا ہے۔"(۸)
- "بیسویں صدی میں کتنوں کو جوتیاں اور کتنوں کو روٹیاں ماری جائیں گی۔"(۹)
- "شباب اور مفلسی کا اجتماع اتنا ہی بے کیف ہے جتنا بے مرچوں کا سالن یا بے تمباکو کا پان۔"(۱۰)
- " کرسمس کا زمانہ تھا جب انگریز کیک اور ہندوستانی سردی کھاتا تھا۔"(۱۱)

صنعت تجنیس (Alliteration) کا استعمال رشید صاحب کے اسلوب کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ " کلام میں دو ایسے الفاظ استعمال کرنا جو تلفظ یا املا یا دونوں میں مشابہت رکھتے ہوں لیکن معنی میں اختلاف ہوں" بذات خود یہ کوئی بہت اہم صنعت نہیں ہے لیکن اسے عبارتوں میں جس طرح لاتے ہیں اور کھپاتے ہیں اس سے مزاح کی چاشنی دوبالا ہو جاتی ہے۔ یہ صنعت عبارت کی شعریت اور دلکشی میں

اضافہ کرتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ جملوں اور فقروں کا وہ صوتی آہنگ بھی قابل توجہ ہے جو معنویت، بلاغت اور شعریت کی خوبیوں سے اس شائستہ اور رچے ہوئے اسلوب کی آبیاری کرتا ہے۔ رشید صاحب کی تحریروں میں ہر جملے سے مزاح کا جو نیا انداز اور اور نیا لطف ملتا ہے۔ وہ بہت حد تک اس صنعت کے استعمال سے بھی آیا ہے اور ان جملوں میں جو بلاغت کی شان پائی جاتی ہے وہ بھی اس صنعت کی رہین منت ہے۔ کیونکہ صنعت تجنیس کسی بات کو بلیغ انداز میں بیان کرنے کا ایک وسیلہ بھی ہے۔ یہاں اس رنگ کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

"• میرے نزدیک مارواڑی عورتیں نمونہ ہیں تین چیزوں کا۔ گھونگھٹ، گندگی، گہنا۔" (۱۲)

"• تجسس عورتوں کی فطرت ہے اور پاسبانی اس کی عادت۔ اس حقیقت کا سد باب نہ پردہ ہے نہ پیانو" (۱۳)

"• ہندوستان میں جوانی کا انجام دو طریقوں پر ہوتا ہے۔ اکثر شفا خانے میں ورنہ جیل خانے میں۔" (۱۴)

''• ڈاکٹر نے مریض کو اور مولویوں نے مذہب کو ہوا بنا کر رکھا ہے۔'' (۱۵)

صنعت ابہام: رشید صاحب نے مزاح کے لطف کو دوبالا کرنے کے لئے صنعت ابہام سے بھی اپنی تحریروں میں کام لیا ہے۔ گرچہ اس صنعت کا استعمال بہت کم ہوا ہے مگر جہاں ہوا ہے وہ پوری توانائی کے ساتھ ہے۔ یہاں اس صنعت کے حوالے سے صرف ایک مثال مثال پیش کی جاتی ہے:

"داروغہ جی لالہ گنپت رائے، نائب صاحب لالہ جگل کشور اور دیوان جی لالہ چھیل

بہاری غرضیکہ سارا تھانہ لالہ زار تھا۔"(۱٦)

فقرہ تراشی: فقرہ تراشی رشید احمد کے اسلوب کی امتیازی خصوصیت رہی ہے۔ وہ اکثر ایسے فقرے لکھ جاتے ہیں جن میں کبھی صنعتوں کے استعمال سے اور کبھی لفظوں کی مخصوص نشست و برخواست سے اور کبھی اختصار، تضاد (Contrast)، موازنہ (Balance) متوازیت (Parallelism) سے جملے شگفتہ اور دلنواز بناتے ہیں۔ ایسی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

متوازیت کی مثال:

"• ریاستوں اور برطانوی حکومت کے درمیان وہی تعلقات ہیں جو ہندستانی شوہر اور بیویوں کے ہوتے ہیں۔"

"• قانون اور قاعدے سے ان کو انتہائی مس تھا جتنا نئی روشنی کی بیویوں کو اپنے مذہب و مصلحت اندیش شوہروں سے''۔(۱٦)

موازنہ نگاری کی مثال:

"• ارہر کے کھیت میں دیہاتیوں کے ہاتھ سے مار کھانا اتنا ہی دلچسپ منظر ہے جتنا کسی پبلک مشاعرے میں بھلے مانس شاعر کا اپنا کلام سنانا۔"

• ''محلے کے چوکیدار کی آواز ایسی ہے گویا چور کو دیکھ کر خوف کے مارے چیخ نکل گئی ہو۔'' (۱۷)

تضاد کی مثال

"• حاجی صاحب شعر کہتے ہیں اور بسکٹ بیچتے ہیں۔ شعر اور بسکٹ دونوں خستہ۔" (۱۸)

"• نمونیا سے ڈرتے تھے اور ایک لڑکی پر عاشق تھے۔"(۱۹)

تکرار لفظی : رشید صاحب نے اپنی تحریروں میں تکرار سے بڑا کام لیا ہے یہ تکرار لفظی اور صوتی ہر سطح پر موجود ہے۔ چونکہ رشید صاحب الفاظ کے مزاج و آہنگ سے بخوبی واقف تھے لہٰذا انہوں نے صوتی ہم آہنگی سے ایک خاص قسم کا تاثر پیدا کیا ہے اور کہیں الفاظ کے تکرار سے موسیقیت کا جادو جگایا ہے۔

لفظی تکرار کی چند مثالیں:

"•ایسی روایات، ایسی فضا، ایسا ساتھ، ایسے مشغلے، ایسے شب و روز، ان سب کا آخر کچھ تو اثر ہوتا ہی ہے" (۲۰)

"• پھر وہ چار پائی پر لیٹ جائے گا، گائے گا، گالی دے گا یا مناجاتِ بارگاہِ الٰہی پڑھنا شروع کر دے گا۔'' (۲۱)

"•دولت کا مغالطہ اپنی بوقلموں حیثیات کے اعتبار سے عجیب و غریب ہے، پر دولتمند اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ باعزت، سب سے زیادہ قوم پرست، سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ وفادار، سب سے زیادہ معقول سمجھتا ہے۔'' (۲۲)

صوتی تکرار : س ت/س ت کی تکرار

•''اگر تصنیف و تالیف کا شوق ہو تو اعتراض سننے اور سہنے کا خوگر ہونا چاہیے۔'' (۲۳)

م/م کی تکرار :

"•دوسرے آپ کے لئے محبوب اور معتقدات متعین اور منتخب کریں۔" (۲۴)

ح/ج کی تکرار:

"•جن حالات وحادثات کی زد میں سرسید نے جو تدابیر اختیار کیں۔" (۲۵)

ر/ر کی تکرار:

"• ہم میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو اردو اور علی گڑھ کے دیرینہ روایات و روابط سے واقف نہ ہو۔" (۲۶)

ش ق/ش ق کی تکرار:

• ان کی موجودگی سے یونیورسٹی کی شان وشوکت اور قدر و قیمت دونوں میں اضافہ ہوگا۔ (۲۷)

ن ں/ن ں کی تکرار:

"• لکھنؤ کی نعمتوں اور نفاستوں کا اثر سب پر خاطر خواہ پڑا۔" (۲۸)

م ت/م ت کی تکرار:

• کتنا بڑا اور مشکل کام ہے انسان کے حوصلے، عقل، محنت اور محبت نے پورا کر دکھایا۔"

<u>ت ف/ت ف کی تکرار:</u>

"• اگر تصنیف و تالیف کا شوق ہو۔" (۲۹)

قافیہ بند مرکبات: (Rhyming)... جن کے دونوں اجزاء ایک ہی آواز پر ختم ہوتے ہوں۔

ت/ت کی تکرار:

"• جہاں اقدار اور معتقدات کی شکست وریخت کا تو امکان ہو۔" (۳۰)

ن/ن کی تکرار:

"• انسانی اذہان اور وجدان پر بھی قابو پا سکتے ہیں۔" (۳۱)

ز/ز کی تکرار:

"• یہ سوز وگداز آپ کے تندور اور بسکٹوں میں مشکل سے ملے گا۔" (۳۲)

ر/ر کی تکرار:

"• حاضرین سے وہ دارو گیر بلند ہوئی کہ تھوڑی دیر کے لیے حاجی صاحب بھی سراسیمہ ہو گئے۔'' (۳۳)

ان مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رشید صاحب آوازوں کے تاثرات سے اپنے اسلوب کو ایک نیا لب ولہجہ اور وزن وآہنگ عطا کرتے ہیں۔

تشبیہات کا استعمال :

رشید احمد صدیقی اپنی تحریروں کو جدید تر تشبیہوں سے بھی سجاتے ہیں اور سنوارتے ہیں۔ان میں جس قدر جدت ہوتی ہے اسی قدر معنویت بھی۔مثلاً:

"• ہم موڑ پر اس تیزی کے ساتھ بلندی کی طرف بڑھ رہے تھے جیسے کسی مہاجن کا سودی قرض۔سیاہ چکنی چمکتی پر پیچ و پرخم سڑک جیسے پیکرِ کوہ کسی کالے ناگ کے فشارِ آغوش میں ہو۔"(۳۴)

• ''پورب سے کاجل سا بادل اٹھتا گھٹتا، جھومتا پھنکارتا بل کھاتا ہوا جیسے ''فیل مست بے زنجیر'' یا جیسے انگریزوں کا کوئی ڈریڈ ناٹ کہیں پیغام صلح لے جا رہا ہے۔'(۳۵)

بات سے بات نکالنے کا انداز ملاحظہ ہو:

"ہندوستانی ترقی کرتے تعلیم یافتہ جانور ہی کیوں نہ ہو جائے۔اس سے اس کی چارپائیت نہیں جدا کی جاسکتی۔اس وقت ہندوستان کو دو معرکے درپیش ہیں۔ایک سوراج کا دوسرا روشن خیال بیوی کا۔دراصل سوراج اور روشن خیال بیوی دونوں ایک ہی مرض کی دو علامتیں ہیں دونوں چارپائیت میں مبتلا ہیں۔سوراج تو وہ ایسا چاہتا ہے جس میں انگریز کو حکومت کرنے اور ہندوستانی کو گالی دینے کی آزادی ہو اور بیوی ایسی چاہتا ہے

جوگریجویٹ ہولیکن گالی نہ دے۔"(۳۶)

اس اقتباس میں چھ جملے ہیں اور سب طویل جملے ہیں۔ اس اقتباس کا اساسی لفظ ''چارپائیت'' ہے لیکن اسی سیاق وسباق میں طنز کا خوبصورت پہلو نکالا گیا ہے۔

کفایت لفظی: رشید صاحب کے اسلوب میں جو پختگی نظر آتی ہے وہ کفایت لفظی (Economy of words) کے سبب ہے حالانکہ رشید صاحب جیسے باتونی ہیں اگر کفایت لفظی سے کام نہ لیتے تو عین ممکن تھا کہ ان کے یہاں محض عبارت آرائی ہی نظر آتی لیکن زبان وبیان پر کامل دسترس نے ان کی تحریروں کو ادبی و معنوی حسن عطا کیا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

"• ہندوستانی کسانوں کو دیکھتے ہوئے یہ بتانا مشکل ہے کہ اس کے بال بچے مویشیاں ہیں یا مویشیاں اس کے بال بچے۔'' (۳۷)

"• میں جب دنیا سے گذرا ہوں تو ذہن میں اندیشہ بھی جاگزیں تھا کہ مسلمان، دشمن کو شاید ہزیمت دے دیں لیکن مال غنیمت سے ہزیمت یقیناً کھا جائیں گے۔''(۳۸)

- "اگر انسان کو بدترین دشمن کی تلاش ہوتو اس کو اپنے عزیزوں میں مل جائیں گے اور بہترین دوست کی ضرورت ہوتو غیروں کا جائزہ لینا چاہیے۔ (۳۹)

یہ مثالیں اختصار یا کفایت لفظی اور جامعیت کے بہترین نمونے ہیں۔

منظر نگاری: رشید صاحب کے یہاں منظر نگاری کا بھی نرالا انداز موجود ہے۔ وہ منظر نگاری کرتے ہوئے جزئیات کو بھی بیان کرتے ہیں مگر اس کے لئے وہ

صفحے کے صفحے سیاہ نہیں کرتے چند جملوں میں بڑی فنکاری سے زبان کے کرشمے اور آوازوں کے جادو جگاتے ہیں۔ مثلاً ...

"بانو کی ٹوٹی ہوئی چار پائی ہے جسے مکا کے کھیت میں بطور مچان باندھ دیا گیا ہے۔ ہر طرف جھومتے لہلہاتے کھیت ہیں۔ بارش نے گرد و پیش کو شگفتہ و شاداب کر دیا ہے دور دور جھیلیں جھمکتی جھلکتی نظر آتی ہیں جن میں طرح طرح کے آبی جانور اپنی اپنی بولیوں سے برسات کی عملداری اور مزیداری کا اعلان کرتے ہیں۔" (۴۰)

دوسری مثال بھی دیکھیں:

"شام کا دھندلکا اور گاؤں کا دھواں پھیلنے لگتا ہے، کتے بھونکنے لگتے ہیں، کسان اور ان کے تھکے ہوئے مویشی ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے ہوئے دیہات کو واپس ہوتے ہیں۔" (۴۱)

شوخی و شگفتگی: رشید صاحب کے یہاں شوخی و شگفتگی سے بھرپور جملے بھی ملتے ہیں۔ وہ ایسے چہکتے جملے لکھتے ہیں جو حسِ مزاح کو بیدار کرنے میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ یہاں اس خاص لب و لہجہ کی چند مثالیں دیکھیں:

"• دیوتاؤں کے بارے میں سنا ہے کہ وہ جسے عزیز رکھتے ہیں اُسے دُنیا سے جلد اُٹھا لیتے ہیں۔ دیویوں کے بارے میں سنا ہے کہ وہ جس کو عزیز رکھتی ہیں اُسے کہیں کا نہیں رکھتیں۔" (۴۲)

"• مارواڑی عورتوں، بنگالی مردوں اور شرعی مسلمانوں کے ساتھ سفر کرنے میں مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے۔" (۴۳)

رشید صاحب کی تحریروں میں سادہ، مرکب اور پیچیدہ ہر طرح کے الفاظ آئے ہیں۔ سادہ الفاظ کے بعد ان کے یہاں مرکب الفاظ کثرت سے استعمال ہوئے ہیں اور پیچیدہ الفاظ تیسرے نمبر پر آتے ہیں۔ مرکب الفاظ کے نت نئے استعمال سے رشید احمد صدیقی نے اپنی تحریروں میں زور، توانائی، روانی، برجستگی، شوخی و شگفتگی جیسے صفات پیدا کئے ہیں۔ مرکبات کے استعمال میں رشید صاحب کو یدطولیٰ حاصل ہے۔ مرکب الفاظ کی جتنی قسمیں ہیں تقریباً وہ رشید صاحب کی تحریروں میں دیکھنے کو ملتی ہیں، لیکن جو اہم مرکبات کی شکلیں ان کے یہاں موجود ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں:

ترادفی مرکبات: مکروفریب، نفرت وحقارت، ظالم وجابر، بین وبکا، انتشار و اختلال، اعتماد واعتبار، احترام وافتخار، برگ و بار، تضاد وتصادم، تفریح وتفنن، حمایت و حفاظت، حسرت وحرماں، سہیل و سلیس، ساز و سامان، ذہانت و فطانت، نفاق و افتراق، وغیرہ وغیرہ۔

متضاد مرکبات: حق وباطل، نفرت وحقارت، اقبال واختلال، خلوص وخلش، رزم وبزم، خلوت وجلوت، آمد ورفت، مصائب ومطائبات، حسن وقبح، نشیب وفراز، نفع وضرر، ردوقبول، کشش وگریز، عیب وہنر وغیرہ وغیرہ۔

ہم وزن و ہم آہنگ مرکبات: حالات وحادثات، حمایت وحفاظت، شاکروشادماں، شیروشہد، شکست وشکن، فکروفرزانگی، ریاضت وبصیرت، تاکیدوتائید، دیارو امصار، شوکت وشہرت، شخص وشخصیت، انسان وانسانیت وغیرہ وغیرہ۔

تجنیس صوتی (Alliteration) یعنی ایسے مرکبات جن کے دونوں اجزاء ایک ہی آواز سے شروع ہوں۔

دیگر مرکبات کی مثالیں:

سابقہ کے ذریعے بنائے گئے مرکبات:

"• خوش نصیب، بدنصیب، بدتمیزی، بدزبانی، بددعائیں، خوش حالی، بے ایمانی، بدبختی، بدشگونی، ترش رو، غیر متشدد وغیرہ وغیرہ۔"

لاحقہ کے ذریعہ بنائے گئے مرکبات:

"• آرزومند، نفع بخش، رونق افروز، آتش بازی، تنومند، گداگر، احسان مند، فلاکت زدہ، سخن شناس، چشم پوشی، وغیرہ۔"

دوالفاظ پاس پاس رکھ کر بنائے گئے مرکبات:

"• ہل چل، سول سرجن، ماں با

طویل فعلی فقروں کے سلسلے:

"فرمایا دیکھتے نہیں بچی بیمار ہے، میں نے کہا دیکھنے کی کونسی بات ہے میں تو اس کے علاوہ یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ آرام فرما رہی ہیں، چوکیدار چیخ رہا ہے، بارش ہو رہی ہے اور میں الو کی طرح بیٹھا ہوں۔ فرمایا تو اس میں میرا کیا قصور ہے کہ آپ کس طرح بیٹھے ہوئے ہیں۔ اچھا اب جا کر سو رہیے۔ تھوڑی دیر میں صبح ہو جائے گی آپ کو ڈاکٹر کے پاس جانا ہوگا اور ہاں آمنہ کہتی تھیں کہ آپ نے کوئی مضمون لکھنے کا وعدہ کیا تھا اب تک پورا نہیں کیا۔" (۴۴)

طویل اسمی فقروں کے سلسلے:

"اس کا تصور زمان و مکان سے آزاد کر کے اس کو کالج کے آغوش میں پہنچا دے گا، وہی کمرے، وہی ڈرائنگ ہال، وہی مسجد، وہی یونین،

وہی کچی بارک، وہی کرکٹ فیلڈ، وہی شرارتیں، صحبتیں اور سرگرمیاں، جن سے وہ اب دور اور محروم ہے۔‘‘(۴۵)

<u>دوسری مثال:</u>

"عورت سے محبت کرنا ہمیشہ سے ہر قوم، ہر ادب اور ہر زمانے میں مقبول رہا ہے، جیل خانہ، ہسپتال، پاگل خانہ، شہادت، وصیت نامے، بے قید نظمیں سب میں اسی کی جلوہ گری ملتی ہے۔‘‘ (۴۶)

صفاتی فقروں کے سلسلے:

"دوسری طرف آپ اپنے آپ کو ملاحظہ فرمایئے آپ سے زیادہ یونیورسٹی میں نہ کوئی خوش لباس، خوش اطوار نہ خوش اوقات، آپ کا پاندان میری بیوی کے سنگاردان سے زیادہ خوبصورت ہے۔" (۴۷)

رشید صاحب نے اپنے جملوں میں لفظی الٹ پھیر سے بھی حسن پیدا کیا ہے۔ مزاح کی تخلیق میں یہ حربہ بھی بڑا کار آمد حربہ ہے۔ رشید صاحب کس طرح لفظوں سے کھیلتے ہیں۔ ذیل کی مثالوں میں دیکھیں:

" گواہ قرب قیامت کی دلیل ہے، عدالت سے قیامت تک جس سے مفر نہیں وہ گواہ ہے۔ عدالت مختصر نمونۂ قیامت ہے اور قیامت وسیع پیمانے پر نمونۂ عدالت، فرق یہ ہے کہ عدالت کے گواہ انسان ہوتے ہیں اور قیامت کے گواہ فرشتے جو ہمارے اعمال نامے لکھتے ہیں اور خدا کی عبادت کرتے ہیں۔"(۴۸)

ان تفصیلات سے اندازہ ہوتا ہے کہ رشید صاحب کی تحریروں کی دلکشی کا راز

ان کے دلچسپ جملوں، بولتے ہوئے فقروں، معنی خیز الفاظ، جملوں کی ساخت، ترتیب، دروبست اور ان کے لفظی الٹ پھیر میں پوشیدہ ہے۔ ان جملوں میں نحوی درجہ بندی کے اعتبار سے الفاظ کا تناسب اس طرح ہے اسماء، افعال، افعال امدادی، صفات تمیز اور ضمائر، ضمائر میں رشید صاحب کے یہاں واحد متکلم کی ضمیر زیادہ استعمال ہوئی ہے اور افعال مفرد اور مرکب دونوں آئے ہیں۔

فارسی و اردو کے اشعار: ان کی تحریروں کی ایک اہم انفرادیت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں فارسی و اردو کے اشعار اور مصرعے اور کبھی ان کے ٹکڑوں کو برمحل استعمال کرتے ہیں۔ فارسی میں حافظؔ، عرفیؔ، نظیریؔ اور اردو میں اقبالؔ، غالبؔ اور مومنؔ کے اشعار زیادہ استعمال کرتے ہیں اور ضرورت کے وقت ان میں ترمیم و اضافہ وتحریف بھی کر لیتے ہیں۔ اس سے ان کی تحریروں کا رنگ اور بھی چوکھا ہوتا ہے۔ یہ کبھی اختصار کا کام دیتے ہیں اور کبھی وضاحت کرتے ہیں۔ اسی طرح کی چند مثالیں دیکھیں:

"اتنے میں حاجی بلغ العلیٰ اس طور پر جھپٹتے ہوئے نکلے گویا کملی اور داڑھی کے علاوہ... عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے۔" (۴۹)

دوسری مثال:

"ایک روز دروازے پر ایک موٹر رکی۔ میں نے ہر قسم کی موٹر دیکھی ہے لیکن یہ اپنی سج دھج اور شور وشغب میں نرالی تھی۔ رکی رہتی تو معلوم ہوتا کوئی سنیاسی حبس دم کئے ہوئے ہے، چلنے والی ہوتی تو معلوم ہوتا زلزلہ آرہا ہے چل نکلتی تو پھر... نے ہاتھ باگ پر ہے نے پا ہے رکاب میں۔" (۵۰)

''مضامین رشید'' کا صوتی، صرفی اور نحوی سطح پر تجزیہ کرنے کے بعد جو نتیجہ سامنے آتا ہے وہ یہ کہ رشید احمد صدیقی کا یہ اسلوب اردو ادب میں جدت و عظمت کا حامل ہے۔ زبان پر کامل دسترس اور الفاظ کے مزاج و آہنگ سے مکمل آشنائی نے رشید احمد صدیقی کو الفاظ کے رنگارنگ استعمال، جملوں کی ساخت سے اسلوب میں نیرنگی پیدا کرنے اور بات سے بات نکالنے، اپنے مافی الضمیر کو کم سے کم الفاظ میں قطعیت اور جامعیت کے ساتھ ادا کرنے کی قدرت عطا کی اور اسی قدرت کے سبب وہ اپنے ہم عصروں میں ممتاز نظر آتے ہیں۔

***

حوالہ جات:

۱۔نصیر احمد خان، پروفیسر، ادبی اسلوبیات، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس 1994، ص 11

۲۔نصیر احمد خان، پروفیسر، ادبی اسلوبیات، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1994ء، ص 12

۳۔وزیر آغا، ڈاکٹر، تنقید اور جدید اُردو تنقید، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ص 74)

۴۔(مضمون، اسلوبیات کی افہام و تفہیم۔مرزا خلیل احمد بیگ، اجرا، سہ ماہی، کراچی، آن لائن رسالہ)

۵۔اقبال کے بعد طویل اُردو نظم کا اسلوبیاتی مطالعہ (پی ایچ ڈی مقالہ)۔فریحہ بخاری۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔(ص 6)

۶۔لغات جدید، مشمولہ کپور نامہ۔مرتبہ۔محمد ہارون عثمانی۔مغربی پاکستان اردو اکیڈمی۔۲۰۰۷، ص 22

۷۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص: 78، 79

۸۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص: 82

۹۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص: 164

۱۰۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص: 4

۱۱۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص: 157

۱۲۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:63

۱۳۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:97

۱۴۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:87

۱۵۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:146

۱۶۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:169

۱۷۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:147

۱۸۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:20

۱۹۔مضامین رشید، رشید احمد صدیقی انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:133

۲۰۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:16

۲۱۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:83

۲۲۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:172

۲۳۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:11

۲۴۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:13

۲۵۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:14

۲۶۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:17

۲۷۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:148

۲۸۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:11

۲۹۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:16

۳۰۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:16

۳۱۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:24

۳۲۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:25

۳۳۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:202

۳۴۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:191

۳۵۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:82۔83
۳۶۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:117
۳۷۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:78
۳۸۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:193
۳۹۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:88
۴۰۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:109
۴۱۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:63
۴۲۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:184
۴۳۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:174
۴۴۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:151
۴۵۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:98
۴۶۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:179
۴۷۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:114
۴۸۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:112
۴۹۔صدیقی، رشید احمد، مضامین رشید، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی 1986، ص:144۔145

نوٹ: اس مضمون میں بہت سے اقتباسات میری اپنی کتاب ''رشید احمد صدیقی کے اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ سے لیے گئے ہیں۔

***